باب۔۱۹

تمہید

فص ایّوبیہ

شیخؒ کہتے ہیں (کہ) ہر شئے زندہ ہے۔ (سورۃ الاسراء:۴۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَـٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ،(یعنی) ہر شئے اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ ہر شئے کی تسبیح خاص ہے جو اس کی فطرت کے مناسب ہے۔۔۔ ہر شئے کی حیات پانی سے ہے۔وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ،(یعنی) پانی سے ہم نے ہر شئے کو زندہ پیدا کیا،(الانبیا:۳۰)۔پانی، نمائش ہے فیض اقدس و مقدس کا۔ عرشِ حکومت الٰہی، آبِ فیض الٰہی پر قائم اور اسی سے بنا ہوا ہے۔وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ،(یعنی) اللہ کا عرش پانی پر تھا{یا ہے}،(ھود:۷)۔

شیخؒ کہتے ہیں: اعتدالِ حقیقی ناممکن الوجود ہے۔ جب تک کسی ایک جزو کا غلبہ نہ ہو مرکب چیز بن ہی نہیں سکتی۔ فلاں شئے معتدل ہے کے معنٰی ہیں کہ اعتدالِ حقیقی سے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صفات میں غضب بھی ہے (اور) رضا بھی۔ ایک چیز مرضی و پسندیدہ بھی ہو (اور) مغضوب بھی، (یہ) نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ رضا و غضب، صفاتِ متضادّہ ہیں۔ لہٰذا اقتضاے حکمت سے کبھی ایک صفت ظاہر ہوتی ہے، کبھی دوسری۔

شیخؒ کہتے ہیں: دوزخیوں پر ہمیشہ عذاب نہ رہے گا، بلکہ خود دوزخ میں ان کو ایک قسم کی راحت ہو جائے گی، گو دوزخ سے نہ نکلیں گے۔۔۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ،(یعنی یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے)۔ دنیا میں علم صحیح حاصل ہی نہیں کیا، جاہل ہی رہے، تو آخرت میں علم صحیح کہاں سے آئے گا۔ وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ،(یعنی) اور جو یہاں کا اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے،(الاسراء:۷۲)۔تکلیف رفع ہوتی ہے علم سے۔ جب دنیا میں جہل ہی جہل تھا تو آخرت میں بھی عذاب ہی عذاب رہے گا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال،(یعنی اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ حال سے بہتر واقف ہے)۔

Siddiqui Publications

شیخؒ کہتے ہیں: تکلیف اور اثرِ شیطانی کیا ہے۔۔؟ ادراکِ حقائق سے بُعد (یا دوری) (اور) غفلت عن اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ سے غفلت)۔ معلوم ہے کہ قرب و بُعد، اضافی و انتزاعی معنیٰ ہیں۔ موجود فی الخارج نہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کے آثار و احکام ظاہر ہیں۔ ناقابل انکار ہیں۔

شیخؒ کہتے ہیں: صبر کی حقیقت کیا ہے۔۔؟ بعض کہتے ہیں کہ مطلقاً شکایت نہ کرنا۔ کیوں کہ شکایت کرنا، رضا بالقضا (یعنی اللہ کی مرضی سے راضی رہنے) کے خلاف ہے۔ شیخؒ کہتے ہیں (کہ) صبر، غیر اللہ کی طرف شکایت نہ کرنا ہے۔ خدا سے تضرع و زاری سے (روتے گڑگڑاتے) دفعِ بلا کے لیے دعا کرنا، خلافِ صبر نہیں۔ بلکہ دعا نہ کرنا، قہرِ الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے۔ محبوب سے ہارنے کا اعتراف کرنا جیتنے سے کم نہیں۔ اس لیے حدیث میں آیا ہے، الدّعآء مخ العبادۃ، (یعنی) دعا بندگی کا مغز ہے (سنن الترمذي، تحفۃ الأحوذي، سنن ابن ماجہ، فتح الباري)۔ ہاں! خدا سے ناراض ہونا، اسباب پر اعتماد کرنا، بُرا ہے۔ اسباب کو موثرِ حقیقی نہ جان کر ان کا استعمال کرنا بھی بُرا نہیں۔

ایک عارف کو بھوک لگی۔ وہ رونے لگے۔ کسی بد مذاق نے ان پر اعتراض کیا کہ صبر نہیں کرتے، روتے ہو۔ اس عارف نے کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی لیے بھوکا رکھا ہے کہ میں رووٴں۔ میں اس کے کام کا مقصد اور غایت پوری کرتا ہوں۔